رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۱ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق تین بجے دوپہر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد اور کمر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

کل ۱۲ ٹرکوں پر مشتمل کنوائے بخیریت قادیان سے لاہور پہنچ گیا۔ اس میں بہت سے احباب تشریف لائے

افسوس جناب مرزا غلام نبی صاحب مسگر امرتسری چند دنوں کی علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے نہایت مخلص احمدی اور موصی تھے۔ بعد نماز ظہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

جلد ۱ | ۱۲ ماہ نبوت ۱۳۲۶ ہش | ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۶۶ ھ | ۱۲ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۹

کشمیر

کشمیر کے متعلق نہایت متوحش خبریں آ رہی ہیں۔ جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہوا تھا۔ کہ کشمیر کا سوال چند دنوں میں حل کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف ان کی غلطی ان پر واضح ہو گئی۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کی غلطی کا خمیازہ بھگتنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ بڑھی ہوئی امیدوں کا نتیجہ جب حسب امید نہیں نکلتا۔ تو لوگ اس بات کے سوچنے کی طاقت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں کہ حالات کے مطابق کتنا نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا اور وہ صرف یہی سوچتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہمیں کہا گیا تھا اتنا نتیجہ نہیں نکلا۔ خواہ وہ نتیجہ جس کی وہ امید کر رہے تھے عقل اور واقعات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کی وجہ سے وہ لوگ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور مجبوری کے بغیر کمزوری دکھانے لگ جاتے ہیں۔

ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے اور ہوا ہے کہ جب مبالغہ آمیز خبریں شائع کی جائیں۔ تو دشمن بہت زیادہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ جب کشمیر میں انڈین یونین کی فوجیں آئیں۔ تو شروع میں وہ صرف ایک بریگیڈ بھجوانا کافی سمجھتے تھے لیکن پاکستان سے جب یہ آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ کہ پچاس ہزار مجاہد سرینگر کے میدان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ تو انڈین یونین نے تین ڈویژن کشمیر بھجوانے کا فیصلہ کر دیا۔ اور تمام ڈکوٹا ہوائی جہاز جو ہندوستان میں میسر آ سکتے تھے۔ ان کو اس کام پر لگا دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جتنی فوج بھجوانے کا ارادہ نہیں تھا۔ اتنی فوج بھجوا دی گئی۔ اور جس عرصہ میں فوج بھیجنے کا ارادہ تھا اس سے پہلے بھیجدی گئی۔ ہماری طرف سے صرف فخر کا اظہار ہوا۔ اور ادھر سے کام ہو گیا۔ اس فخر کا ہم کو کیا فائدہ ہوا؟ صرف مخالف نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور ہمارے دوستوں کو اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

یہ تو ایک کھلی ہوئی صداقت ہے جس کا انکار نہ حکومت پاکستان کرتی ہے۔ نہ کوئی مسلمان کر سکتا ہے۔ کہ گو پاکستان علی الاعلان جنگ میں شامل نہیں۔ لیکن وہ کشمیر کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی اسے مطلوب ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی پسند نہیں کر سکتا کہ کشمیر کا مسلمان ڈوگروں کا غلام بنا کر رکھا جائے۔ یا سکھوں کی کرپانوں کا نشانہ بنتا رہے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے۔ تو اس حقیقت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔ اور جنگ سے اتر کر جتنی تدابیر اس کام کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں کی جانی چاہئیں۔ مثلاً اخباری پروپیگنڈا حکومت پاکستان کی نگرانی میں آ جانا چاہیئے سنسر نہ ہو مگر حکومت پاکستان کا پریس نمائندہ اخبارات کو خفیہ طور پر ایسی ہدایتیں دیتا رہے۔ کہ کس قسم کی خبریں شائع کرنا تحریک کشمیر کے مخالف ہو گا۔ اور کس قسم کی خبریں شائع کرنا تحریک کشمیر کے مخالف نہ ہو گا۔ یورپ اور امریکہ کا پریس بالکل آزاد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہاں بھی امور خارجہ کا ایک نمائندہ پریس کے ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ ہر اہم موقعہ پر پریس کو توجہ دلاتا رہتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کے کونسے پہلوؤں کی اشاعت آپ کے ملک کے مفاد کے لئے مضر ہو گی۔ اور کونسے پہلوؤں کی اشاعت آپ کے ملک کے مفاد کے لئے مفید ہو گی۔ پریس بے شک آزاد ہوتا ہے۔ مگر وہ اپنے ملک کا دشمن تو نہیں ہوتا۔ امور خارجہ کے نمائندہ کی طرف سے جب ان کے سامنے حقیقت کو واضح کر دیا جاتا ہے۔ تو نوّے فی صدی پریس وہی طریق اختیار کرتا ہے۔ جس کی سفارش امور خارجہ نے کی ہوتی ہے۔ دس فی صدی پریس جو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس کی آواز نوّے فیصدی کی آواز کے نیچے دب جاتی ہے اور مجموعی طور پر پبلک گمراہ نہیں ہوتی۔ اور دس فیصدی پریس کی آواز کو دوسرے ممالک ملک کی آواز نہیں سمجھتے۔ اس لئے اس کی آواز سے بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہی طریقہ یہاں بھی اختیار کرنا ضروری تھا۔ چاہیئے تھا کہ پاکستان گورنمنٹ کے محکمہ امور خارجہ کا ایک افسر فوراً مقرر کر دیا جاتا۔ جو پاکستان کے پریس کو براہ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعہ ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہتا۔ اس کے نتیجہ میں لازماً پاکستان کے پریس کا اکثر حصہ اس طریق کو اختیار کر لیتا۔ اور ایسے مضامین یا ایسی خبریں شائع نہ کرتا۔ جن سے کشمیر کے مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچتا۔ اور اگر کوئی حصہ اس کے مخالف بھی چلتا تو اکثر پریس کی خبریں چونکہ اس کے خلاف ہوتیں اور ان کے مضامین بھی اس کے خلاف ہوتے۔ نہ ملک کی عام رائے اس سے متاثر ہوتی۔ اور نہ دوسرے ممالک اس کی آواز سے متاثر ہو کر کوئی ایسا قدم اٹھاتے۔ جو کشمیر کے مسئلہ کو پیچیدہ بنا دینے والا ہوتا۔ بہرحال اس وجہ سے کہ پریس کو کوئی راہ نمائی حکومت کی طرف سے حاصل نہ ہوئی (گو ہمیں معلوم ہے کہ بعض دوسرے لوگوں نے پاکستان کے پریس کے ایک حصہ کے سامنے یہ حقیقت واضح کر دی تھی۔ کہ اس قسم کی خبروں کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ دشمن ہوشیار ہو جائے گا۔ اور پاکستان اور کشمیر کے افراد کے حوصلے بعد میں جا کر پست ہو جائیں گے۔) پریس نے اپنے لئے خود ایک طریقہ انتخاب کیا جس کا نتیجہ ہمارے نزدیک ملک کے لئے مضر نکلا۔ مگر بہرحال پریس پر کوئی الزام نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے لئے ایک ایسا طریق اختیار کر لیا تھا۔ جو ان کی سمجھ میں ملک کے لئے مفید تھا۔ ان کو تحریک کشمیر کے ذمہ وار افسروں کی طرف سے ایسی ہی اطلاعات پہنچتی رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ کشمیر کے کام کو نہایت ہی معمولی سمجھتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے۔ کہ غالباً چند دنوں میں سارا کشمیر صاف ہو جائے گا۔ بعد کے واقعات نے اس خیال کی تردید کر دی۔ اور اب یہ معاملہ نہایت ہی پیچیدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں کہ یہ مسئلہ کامیاب طور پر حل ہی نہیں کیا جا سکتا یقیناً یہ مسئلہ کامیاب طور پر حل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ عقل اور سمجھ سے کام لیا جائے۔ اور بشرطیکہ پاکستان کا مسلمان کشمیر کی تحریک چلانے والوں کی پوری طرح امداد کرے۔ اب سردیاں آ رہی ہیں۔ اور اگر کشمیر کی تحریک جاری رہی۔ تو برف میں تحریک کشمیر کی فوجوں کو کام کرنا پڑے گا۔ تحریک کشمیر میں کام کرنے والے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل بی
پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر دفتر میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

لوگ برفانی علاقوں کے ہیں۔ مظفر آباد، پونچھ، باسی، میرپور، کشمیر اور سرحدی قبائل کے لوگ سب برفانی علاقوں کے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ بغیر سامان کے ان علاقوں میں کام نہیں کرسکتے۔ انہیں گرم جرابوں، گرم سویٹروں، بوٹوں، پیٹوں اور بھاری کمبلوں کی ضرورت چند دن میں پیش آئے گی۔ اگر چند دن میں یہ چیزیں ان تک نہ پہونچیں۔ تو ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور یہ امر ظاہر ہے کہ طبعی تقاضوں کا مقابلہ کوئی انسان نہیں کرسکتا۔ بغیر کھانے کے سپاہی لڑ نہیں سکتا۔ اور بغیر سردی گرمی کے مقابلہ کا سامان ہونے کے سپاہی لڑ نہیں سکتا۔ ایک سپاہی سردی میں رات تو گزار سکتا ہے۔ بلکہ متواتر راتیں گزار کر اپنی جان بھی قربان کرسکتا ہے۔ مگر وہ تمام اخلاص اور تمام جذبۂ ایثار کے باوجود اپنی صحت اور اپنی طاقت کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ ہر شخص جان سکتا ہے کہ ہمیں اس امر میں خوشی نہیں ہوسکتی۔ کہ ہمارے افراد نے قربانی کرکے اپنی جانیں دے دیں۔ ہمیں اگر خوشی ہوسکتی ہے۔ تو اس بات میں کہ ان کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے بھائی آزاد ہو گئے۔ اور یہ نتیجہ تبھی نکل سکتا ہے۔ جبکہ آزاد کشمیر کے سپاہیوں کی صحتیں درست رہیں۔ اور ان کی طاقت قائم رہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ انکی صحتوں کی درستی اور طاقت کے قیام کا مدار عمدہ غذا اور سردی کو برداشت کرنے والے لباس کے مہیا ہونے پر ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مغربی پاکستان کے لوگوں کے ذمہ اس وقت مشرقی پاکستان کے پناہ گزینوں کے لباس کے مہیا کرنے کا بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اگر کشمیر کے مجاہدین کے لئے گرم جرابوں اور گرم کپڑوں کا سامان مہیا نہ کیا گیا۔ تو وہ ہرگز سردی میں اس جنگ کو جاری نہ رکھ سکیں گے پس اس کے لئے ابھی سے ملک کو تیار ہوجانا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غلط امیدوں کے خلاف نتائج نکلے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ خبریں جو شائع ہو رہی تھیں درست ثابت نہیں ہوئیں۔ اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ایسے لوگوں پر کام کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ جو پورے طور پر اس کام کے اہل نہیں تھے۔ ایسے سرحدی قبائل لڑائی کے لئے آگے چلے گئے۔ جو اپنے ملک سے دور رہ کر لڑانے کے عادی نہیں۔ اور جو صرف پندرہ بیس دن تک ایک وقت میں لڑائی کرسکتے ہیں۔ وہ بہادر بھی ہیں۔ وہ جانباز بھی ہیں۔ وہ لڑائی کے دھنی بھی ہیں۔ وہ جان دینے سے کبھی نہیں ڈرتے ان کے حوصلے اور ان کی قربانیوں کا کوئی انکار

نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ ہمیشہ سے ہی ایسی جنگ کے عادی ہیں۔ جو ان کے گھروں کے آس پاس لڑی جائے۔ وہ سو دو سو میل باہر جاکر لڑنے کے عادی نہیں۔ نسلاً بعد نسل وہ ان پہاڑیوں میں لڑنے کے عادی ہیں جن میں وہ پیدا ہوئے جن کے کونے کونے سے وہ واقف ہیں۔ جن کے ہر نشیب و فراز کا ان کو علم ہے۔ جن کی ہر وادی اور ہر چوٹی کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ پھر ان لڑائیوں میں جو لوگ لڑتے رہے ہیں۔ ان کا عقب ہمیشہ محفوظ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گھروں سے دور کبھی نکلے ہی نہیں۔ اور اس وجہ سے وہ جانتے ہی نہیں۔ کہ عقب کی حفاظت کتنی ضروری ہوتی ہے کیونکہ ان کے راستے یا تو خود ان کے بیوی بچوں کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ یا ان کے دوست قبائل کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ ان کے رستوں کو وہی توڑ سکتا تھا۔ جو ان کے گھروں میں داخل ہو۔ اس لئے اپنے رستوں کی حفاظت کا خیال کبھی سرحدی قبائل کے دلوں میں پیدا ہی نہیں ہوتا۔ لیکن اپنے گھر سے دور جاکر لڑنے والی فوجوں کے لئے سب سے اہم سوال ان رستوں کی حفاظت کا ہوتا ہے۔ جہاں سے ان کو رسد پہونچتی ہے۔ اور جن کی حفاظت کے بغیر ان کا پیچھا محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس قسم کی تربیت سرحدی قبائل کی نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرحد کے قبائل بے تحاشا آگے بڑھتے چلے گئے انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ان کا پیچھا کون سنبھالیگا کیونکہ پیچھا سنبھالنے کا خیال کبھی ان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ وہ ہمیشہ اپنے گھر کی پہاڑیوں میں لڑتے رہے۔ اور ایسی پہاڑیوں میں وہ لڑتے رہے۔ جن کی چپہ چپہ زمین کے وہ واقف ہیں۔ جب وہ اپنے ملک سے دور جاکر اپنی عادت کے مطابق لڑے تو دشمن کو کئی موقعوں پر ان کا پیچھا روک لینے کا موقعہ مل گیا۔ اور اس سے ان کو بہت نقصان پہنچا۔ دوسرے کئی لوگ جو اپنے گھروں سے اس خیال سے نکلے تھے۔ کہ پندرہ بیس دن کی لڑائی کے بعد ہمارا کام ختم ہوجائے گا۔ بعض دفعہ وہ اچانک میدان جنگ سے واپس آگئے۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم اپنی لڑائی کی مدت کو پورا کر چکے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دوسرے قبائل پونچھ اور کشمیر کے یا سرحد کے جو میدان جنگ میں لڑ رہے تھے۔ ان کا پہلو یکدم ننگا ہوگیا۔ اور باوجود مضبوط ارادہ کے وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اور فتح شکست سے بدل گئی۔ اس کے سوا بھی بعض اور باتیں اور خبریں ہمیں موثق ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں۔ مگر ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ان باتوں کے

اظہار سے آزادی کشمیر کی تحریک کا کام کرنے والوں کو نقصان پہونچے گا۔ ہمارے دل میں دکھ ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔ مگر ہم یہ بے وقوفی کرنا نہیں چاہتے کہ پچھلے نقصان پر واویلا کرکے آئندہ کی کامیابی کو اور بھی مخدوش بنادیں بہرحال جہاں تک ہمیں علم ہے آزادیٔ کشمیر کی تحریک میں کام کرنے والے اپنی سابقہ غلطیوں کی اصلاح میں مشغول ہیں۔ اور آئندہ کے لئے نئی جدوجہد کے مستقل ارادے رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ وہ بغیر سامانوں کے کچھ نہیں کرسکتے۔ اور یہ سامان بغیر روپیہ کے میسر نہیں آسکتے۔ پس ہم تمام مسلمانوں کی توجہ اس طرف پھراتے ہیں۔ کہ اس وقت بخل سے کام نہ لیں۔ کیونکہ کشمیر کا مستقبل پاکستان کے مستقبل سے وابستہ ہے آج اچھا کھانے اور اچھا پہننے کا سوال نہیں پاکستان کے مسلمانوں کو خود فاقے رہ کر اور ننگے رہ کر بھی پاکستان کی مضبوطی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ پاکستان کی مضبوطی کشمیر کی آزادی کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہم تمام پاکستان کے رہنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آزادیٔ کشمیر کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی کمبلوں، گرم کوٹوں، برساتی کوٹوں، زمین پر

بچھانے والی برساتیوں، برفانی بوٹوں، گرم جرابوں اور گرم سویٹروں سے امداد کریں۔ یہ چیزیں کچھ تو ان دوکانوں سے مہیا کی جاسکتی ہیں۔ جنہوں نے گزشتہ زمانہ ڈسپوزل کے محکمہ سے سامان خریدا تھا۔ اور کچھ سامان ابھی ڈسپوزل کے سٹوروں میں پڑا ہوگا۔ جو ملک کے پاس فروخت کرنے کے لئے ہے وہاں سے بھی سامان خریدا جاسکتا ہے۔ اور کچھ سامان خود سرحد کشمیر اور پونچھ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے صحیح جگہ پر روپیہ بھجوا دینا نہایت ضروری ہے۔ ہم پاکستان کے تمام اخباروں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے خریداروں سے روزانہ اس کام کے لئے چندہ کی اپیل کریں۔ یا سارے اخبار ملکر ایک کمیٹی بنالیں۔ جو مشترکہ طور پر روپیہ جمع کرے اور ایسے ضروری سامان خریدے۔ جو مغربی پاکستان میں مل سکتے ہیں۔ اور جو مغربی پاکستان میں نہیں مل سکتے۔ لیکن خود کشمیر پونچھ اور سرحد میں مل سکتے ہیں۔ ان کے لئے روپیہ عارضی حکومت کو بھجوائیں یا عارضی حکومت کی ان شاخوں کو بھجوائیں۔ جو ملک کے مختلف حصوں میں کام کر رہی ہیں۔ ہم "الفضل" کے خریداروں اور "الفضل" کے پڑھنے والوں سے بھی اپیل کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ انہیں توفیق ہو اس کام

دو مجاہدین احمدیت واپس تشریف لا رہے ہیں

(۱) اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مولوی عبدالخالق صاحب مبلغ مغربی افریقہ گولڈ کوسٹ بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ الحمدللہ

(۲) مکرم الحاج حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ اسلام نائیجیریا کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آپ ۱۱ نومبر کو انشاء اللہ کراچی پہنچ جائیں گے۔

احباب ہر دو مجاہدین کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور بخیریت منزل مقصود تک پہنچائے۔

احمدی طلباء کو تعلیم الاسلام کالج لاہور میں کیوں داخل ہونا چاہیئے

— اس لئے کہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنا کالج ہے۔ اور قومی مفاد اس امر کے مقتضی ہیں کہ احمدی نوجوان اپنے قومی کالج میں داخل ہوکر اسے کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔

— اس لئے کہ اس کالج کی فضا دیگر کالجوں کی مسموم فضا سے مختلف ہے۔ اس میں دنیوی علوم کی تعلیم کے ساتھ دینی تربیت کا پہلو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

— اس لئے کہ سلسلہ مالی مصائب اور مشکلات کے باوجود کالج ہذا پر گراں بہا رقم خرچ کر رہا ہے۔ اگر اس کالج میں احمدی طلباء کثرت سے داخل نہ ہوں۔ تو کالج کے اخراجات سلسلہ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ ثابت ہونگے۔

نوٹ:۔ تعلیم الاسلام کالج کا دفتر جودھامل بلڈنگ کے ساتھ جانب غرب سیمنٹ والی عمارت میں کھول دیا گیا ہے۔ داخلہ ہر روز دس بجے سے ایک بجے تک ہوتا ہے۔ جو انشاء اللہ ۲۰ نومبر تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد داخل ہونے کے لئے لیٹ فیس ادا کرنا ہوگی۔

پرنسپل

کے لئے بھجوائیں۔ مگر اتنی بات کافی نہیں۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہر "الفضل" کا خریدار اور ہر "الفضل" کا پڑھنے والا اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں سے بھی چندہ کی اپیل کرے اگر ہمارے اخبار کے خریدار اور ہمارے اخبار کے پڑھنے والے لوگوں پر ساری حقیقت واضح کر دیں گے۔ تو یقیناً لوگ دل کھول کر چندہ دیں گے لیکن سوال زیادہ روپیہ کا بھی نہیں۔ جو زیادہ دے سکتا ہے وہ زیادہ دے۔ جو زیادہ نہیں دے سکتا یا زیادہ دینا نہیں چاہتا۔ وہ اگر ایک پیسہ بھی دیتا ہے۔ تو اپنے ملک کی خدمت کرتا ہے۔ اگر ہزار آدمی ایک ایک پیسہ دے کر بھی ایک سپاہی کی جان بچا لیتے ہیں۔ تو یقیناً وہ فتح کو قریب کر دیتے ہیں۔ اس لئے کمر ہمت کس کر کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے علاقہ کے تمام لوگوں سے خواہ وہ کسی قوم اور کسی فرقہ اور کسی خیال کے ہوں۔ چندہ جمع کریں۔ اور جلد سے جلد بھجوائیں اس تمام چندے کا حساب رکھا جائیگا۔ اور بعد میں حساب شائع کیا جائیگا۔ یاد رکھیں کہ "الفضل" ایسے چندے کو اور ایسی چیزوں کو جو اس چندہ میں آئیں۔ سو فی صدی اس جگہ پر پہنچائیگا۔ جہاں پہنچ کر وہ کشمیر کی تحریک کو انشاء اللہ فائدہ پہنچا سکیں گی۔

اعلان معافی

غلام رسول صاحب ساکن کمال ڈیرہ سندھ کو خلاف ورزی نظام سلسلہ کی بنا پر اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی۔ ان کی طرف سے بار بار درخواست معافی آنے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم و شفقت ان کو معاف فرما دیا ہے۔ احباب کی آگاہی کے لئے اعلان معافی کیا جاتا ہے۔ (ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

ضروری اعلان

ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۶-۷ سال ہے۔ جو اچھی طرح بول نہیں سکتی۔ قادیان کے نواحی دیہات سے قادیان پہنچی۔ اور وہاں سے اسے لاہور لایا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کی ہو تو وہ بذریعہ دفتر نظارت امور عامہ اسے حاصل کریں۔ اگر کسی دوست کو ایسی لڑکی کے متعلق کوئی معلومات ہوں۔ تو وہ بھی مطلع فرمائیں۔ نیز اگر کوئی دوست اس لڑکی کی پرورش کر سکتے ہوں۔ تو وہ بھی نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ (ناظر امور عامہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینجر الفضل کو مخاطب کریں (ایڈیٹر)

333

جان یا سامان

وعند الامتحان یکرم المرءُ اویھانُ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

ابتلا اور مصیبت کا زمانہ بھی ایک زلزلہ کا رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح بسا اوقات ایک بھاری زلزلہ میں زمین کا اندرونہ پھٹ کر ننگا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شدید مصائب کے دھکے میں بھی انسانی فطرت کی مخفی گہرائیاں عریاں ہو کر دنیا کے سامنے آجاتی ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنی جب آخری زمانہ میں دنیا پر شدید زلزلے آئیں گے جو گویا اسکی تاریخ میں یادگار بننے والے ہوں گے۔ تو اس وقت زمین اپنے بوجھوں کو باہر نکال پھینکے گی۔ یعنی جو چیزیں اس کی گہرائیوں میں گویا چھپکر بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ وہ بھی اس وقت ابھر کر باہر آجائیں گی۔ اور اخفا کے پردے دور ہو جائینگے۔ یہی حال مصائب اور امتحانوں کے وقت میں ہوتا ہے۔ کہ انسانی قلوب کی مخفی حقیقتیں جن پر عام حالات میں سینکڑوں قسم کے پردے پڑے رہتے ہیں۔ مصائب کے وقت میں ننگی ہو کر باہر آجاتی ہیں۔ تب انسانی آنکھ یہ نظارہ دیکھتی ہے۔ کہ بعض لوگ جو بظاہر بہادر اور ثابت قدم نظر آتے تھے۔ وہ دراصل بزدل اور لرزہ بر اندام نکلتے ہیں۔ اور کئی لوگ جو بظاہر کمزور اور رعشہ بر اندام دکھائی دیتے تھے وہ دراصل قوی اور ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ثابت ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہی حال ہمارے موجودہ امتحان کے وقت میں ہوا ہے۔ نام لینے اچھے نہیں ہوتے۔ اور امام کے سوا اس کا کسی کو حق بھی نہیں ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جہاں اس بھاری ابتلا کے وقت میں بعض لوگ جو بظاہر نہایت پختہ نظر آتے تھے۔ وہ بعض لحاظ سے متزلزل ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہاں کئی لوگ ایسے بھی نکلے جن کے متعلق کوئی خاص اعلیٰ خیال نہیں تھا۔ مگر ابتلا کے وقت نے ان کو ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ ایک نہایت مضبوط چٹان ہیں۔ جنہیں کوئی آندھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ اور الحمد للہ کہ اکثر دوستوں نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ اور کمزور لوگوں کی تعداد نسبتاً بہت کم ثابت ہوئی ہے۔ مگر سر دست مجھے ایک خاص پہلو کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جس کے متعلق ایک حصہ جماعت میں ناواقفی کی وجہ سے زیادہ غلط فہمی نظر آتی ہے۔ اور بعض فتنہ پرداز اس غلط فہمی کو ہوا دے رہے ہیں۔ میری مراد اس اعتراض سے ہے۔ جو بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ اور دوسروں کے دل میں پیدا کیا جا رہا ہے۔ کہ جہاں قادیان سے نکلتے ہوئے بعض لوگ زیادہ سامان لے آئے ہیں۔ وہاں بعض دوسرے لوگوں کا بہت کم سامان آیا ہے۔ اور بعض کا سامان تو قریباً بالکل ہی ضائع ہو گیا ہے۔ اور گویا اس طرح بے انصافی اور لحاظ داری برتی گئی ہے۔ اس اعتراض کا جواب میں ناواقف دوستوں کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قادیان سے ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کی دوپہر کو تشریف لائے تھے۔ اور حضور نے اپنے پیچھے اس خاکسار کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ اور میں نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ء تک ان فرائض کو جہاں تک اور جس رنگ میں بھی مجھ سے ممکن ہو سکا ادا کرنے کی کوشش کی۔ واستغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ میرے بعد یعنی جب میں حضرت صاحب کے حکم سے لاہور آگیا۔ تو مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے امیر مقامی مقرر ہوئے۔ جو ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک یہ فرائض انجام دیتے رہے اور پھر ان کے لاہور بلائے جانے کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس امیر مقرر ہوئے۔ جو اب تک قادیان میں امیر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چونکہ ہماری آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ کہ قادیان اور اس کے ماحول میں فتنہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے ایک ایک مسلمان گاؤں کو خالی یا تباہ کر کے قادیان کے ارد گرد خطرہ کا دائرہ روز بروز تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف قریباً پچاس ہزار بیرونی پناہ گزینوں نے قادیان میں جمع ہو کر ہماری مشکلات میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ اور ہم دیکھتے تھے کہ مفسدہ پردازوں کی سکیم صرف قتل و غارت یا لوٹ مار یا مسلمان آبادی سے ضلع کو خالی کرانے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں مسلمان عورتوں کے ننگ و ناموس کو برباد کرنا بھی شامل ہے (چنانچہ میری موجودگی میں ہی ماحول قادیان کی اغوا شدہ عورتوں کی تعداد سات سو تک پہنچ چکی تھی۔ اور بہت سی معصوم عورتوں کی عصمت دری کے نظارے گویا ہماری آنکھوں کے سامنے تھے) اس لئے ہم نے دوستوں کے مشورہ اور حضرت صاحب کی اصولی ہدایت کے ماتحت یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ عورتوں اور بچوں کو جلد از جلد قادیان سے باہر بھجوا دیا جائے۔ اور اس کے لئے ہم قریباً مجنونانہ جدوجہد کے ساتھ دن رات لگے ہوئے تھے۔ حتی کہ ایک دن میں نے انتہائی بے بسی کی حالت میں حضرت صاحب کو خط لکھا۔ کہ ہمارے ارد گرد خطرہ کا دائرہ بڑی سرعت کے ساتھ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اور آپ کی ہدایت یہ ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی حکومت کا مقابلہ نہ کیا جائے (اور حکومت کا مقابلہ ہماری تعلیم کے بھی خلاف ہے اور ہماری طاقت سے بھی باہر) گو حق یہ ہے۔ کہ اس وقت سکھ جتھے اور حکومت گویا ایک معجون مرکب بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے) اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ مومن کی جان کو حتی الوسع بچاؤ۔ کیونکہ ضائع شدہ جائیدادیں اور سامان تو پھر بھی مل جائیں گے مگر مومنوں کی ضائع شدہ جانیں جو گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے ہیں۔ پھر نہیں ملیں گے۔ تو اب مجھے بتائیں کہ میں ان ہزاروں ننگ و ناموس رکھنے والی عورتوں کے متعلق جو قادیان میں موجود ہیں کروں تو کیا کروں؟ مال کے مقابل پر بے شک قیمتی جان بچائی جا سکتی ہے۔ اور مومن کی جان واقعی بہت بڑی چیز ہے۔ مگر کیا میں اپنی آنکھوں کے سامنے احمدی عورتوں کے ننگ و ناموس کو خطرہ میں ڈال دوں۔ اور سامنے سے ہاتھ نہ اٹھاؤں؟ حضرت صاحب نے مجھے تسلی کا خط لکھا۔ اور بعض ہدایتیں بھی دیں۔ اور فرمایا کہ میں ان مشکلات کو سمجھتا ہوں۔ مگر ادھر ہم زیادہ سے زیادہ ٹرک بھجوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے (گو پاکستان حکومت کے پاس ٹرک محدود ہیں اور اس نے سارے مشرقی پنجاب میں سے مسلمانوں کو نکالنا ہے) اور ادھر تم جس طرح بھی ہو ہر ٹرک میں زیادہ سے زیادہ عورتیں اور بچے لدوا کر انہیں جلد سے جلد باہر بھجوا دو۔ اور جب عورتیں نکل جائیں۔ تو پھر باقی معاملہ جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ خدا پر چھوڑو۔ وَلِلْبَيْتِ رَبٌّ يَمْنَعُهُ

اب ٹرکوں کا حال یہ تھا۔ کہ قادیان میں دو قسم کے ٹرک پہنچتے تھے۔ ایک وہ پرائیویٹ ٹرک جو بعض احمدی فوجی افسر اپنے اہل و عیال اور اپنے ذاتی سامان کو لے جانے کے لئے اپنے فوجی حق کی بنا پر حاصل کر کے قادیان لے جاتے تھے۔ اور دوسرے وہ جماعتی ٹرک جو جماعتی کوشش سے جماعتی انتظام کے ماتحت حکومت کے حکم سے قادیان بھجوائے جاتے تھے۔ جہاں تک پہلی قسم کے ٹرکوں کا سوال ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک پرائیویٹ چیز تھی۔ اور مجھے یا کسی اور کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں تھا۔ ان کے متعلق صدر صاحب محلہ جات قادیان کو میری ہدایت صرف اس قدر تھی۔ کہ اس بات کی نگرانی رکھیں۔ کہ ان پرائیویٹ ٹرکوں کے اندر بیٹھ کر کوئی احمدی مرد بلا اجازت باہر نہ چلا جائے۔ نیز یہ کہ پرائیویٹ ٹرک والے فوجی افسر سے پوچھ لیا کریں۔ کہ کیا اس کے ٹرک میں کسی زائد سواری کی گنجائش ہے۔ اور اگر گنجائش ہو کرے۔ تو مجھے بتا دیا کریں۔ تا میں ایسے ٹرکوں میں بھی زائد احمدی عورتیں بھجوا سکوں۔ اور اسی طرح

ہماری سکیم کی جلد تر تکمیل میں مدد ملے۔ چنانچہ ایسا ہوتا رہا۔ اور جہاں تک ممکن تھا میں حکمت عملی اور سمجھوتہ کے طریق پر پرائیویٹ ٹرکوں میں بھی زائد عورتیں بھجواتا رہا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ ٹرک میرے کنٹرول میں نہیں سمجھے۔ اور جہاں تک سامان کا تعلق ہے۔ ان ٹرکوں کے مالک جتنا سامان چاہتے تھے۔ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اور میں اس میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ اور میں جانتا ہوں کہ بعض ایسے پرائیویٹ ٹرک والوں نے اپنا سارے کا سارا سامان یا قریباً سارا سامان باہر نکال لیا۔ مگر یہ ان کا قانونی حق تھا۔ جس میں میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ البتہ دوسرے ٹرک جو جماعتی انتظام کے ماتحت جاتے تھے وہ بے شک کلیۃً ہمارے انتظام میں سمجھے (سوائے اس دخل اندازی کے جو ملٹری کی طرف سے ہوتی رہتی تھی اور دن بدن بڑھتی جاتی تھی) اور میں نے ایسے جماعتی ٹرکوں کے لئے ایک مستعد عملہ اور کچھ اصولی ہدایتیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اور ہر باہر جانے والی پارٹی کو باقاعدہ ٹکٹ ملتا تھا جس میں باہر جانے والی عورتوں اور بچوں کی تعداد اور سامان کی مقدار درج ہوتی تھی۔ جس کے مطابق مقررہ عملہ چیک کر کے سواریاں بٹھاتا تھا۔ سامان کا اصول سب پر یکساں چسپان ہوتا تھا اور اس میں ضروریات زندگی کی چیزوں کو مقدم رکھا گیا تھا۔ مثلاً بستر اور پہننے کے کپڑے یا بعض صورتوں میں اقل تعداد میں کھانے کے برتن وغیرہ۔ اور پارٹی کی تعداد کے مطابق سامان میں کمی بیشی کا اصول بھی مقرر تھا۔ البتہ دو چیزوں کے متعلق میں نے استثناء رکھی تھی۔ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات اور دوسرے نایاب تبلیغی یا علمی کتابیں۔ اور بعد میں اس میں ایک تیسری چیز کا بھی اضافہ کر دیا گیا۔ یعنی ایسی اشیاء جو کسی شخص کی روزی کا ذریعہ ہوں۔ مثلاً درزی کے لئے سینے کی مشین یا بڑھئی کے لئے اس کے اوزار وغیرہ۔ یہ اصول امیر و غریب سب پر یکساں چسپاں ہوتا تھا۔ گو ظاہر ہے کہ نسبتی لحاظ سے اس اصول سے غرباء کو ہی زیادہ فائدہ پہنچتا تھا۔ بلکہ غرباء کے متعلق تو میری یہاں تک ہدایت تھی۔ کہ صرف صدر صاحبان کی سفارش پر ہی معاملہ نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ میرے دفتر کے مرکزی کارکن خود جستجو کر کے یتامیٰ اور بیوگان اور ایسے مساکین کو تلاش کر کے میرے نوٹس میں لائیں۔ جن کا حق ان کی غربت اور بے بسی کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ چنانچہ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ میری اس ہدایت کی وجہ سے مجھے ملک غلام فرید صاحب نے رات کے دو بجے دار الفضل سے فون کیا۔ کہ میں نے محلہ دار البرکات میں ایک ایسی بے کس اور بے بس بیوہ عورت تلاش کی ہے جس کے ٹکٹ کے لئے ابھی تک کسی نے سفارش نہیں کی۔ میں نے فوراً ہدایت دی کہ اسے اس کے ضروری سامان کے ساتھ دوسرے دن کی کنوائے میں بھجوا دیا جائے۔ الغرض جب تک میں قادیان میں رہا۔ میں نے بلا امتیاز غریب و امیر سب کے واسطے ایک جیسا اصول رکھا۔ اور عموماً صدر صاحبان کی تصدیق پر فیصلہ کرتا تھا۔ اور سامان کے متعلق بھی سب کے لئے ایک جیسا اصول تھا۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ بعض بے اصول لوگ چوری یا سینہ زوری کے ذریعہ زیادہ فائدہ اٹھا لیتے ہوں۔ مگر یہ ناگوار رخنے جن کی تعداد بہرحال کم ہوتی ہے۔ ہر انتظام میں ہو جاتے ہیں۔ اور ہنگامی حالات میں تو لازماً ہوتے ہیں۔ مگر ان زبردستی کی استثناؤں کی وجہ سے سارے نظام پر اعتراض کرنا درست نہیں ہوتا۔

حقیقت یہی ہے کہ پیش آمدہ حالات کے ماتحت جو کچھ بھی کیا گیا۔ وہ حالات اور موقعہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بالکل درست بلکہ ضروری تھا اور یہ سب کچھ نیک نیتی کے ساتھ اپنے آپ کو دن رات کی انتہائی کوفت میں مبتلا کر کے خالصۃً لوجہ اللہ کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب لاہور سے کنوائے جاتا تھا۔ تو اس کی تیاری کے لئے میں اور میرا عملہ بسا اوقات رات کے تین تین بجے تک مسلسل کام میں لگے رہتے تھے۔ اور بعض راتیں تو ہم ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں سوئے۔ مگر یہ ہمارا کسی پر احسان نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا ہم پر احسان ہے۔ کہ اس نے ان خطرہ کے ایام میں خدمت کا موقعہ دیا۔ ان ایام میں بعض دوست میرے پاس آتے تھے کہ ہمیں زیادہ سامان بھجوانے کی اجازت دی جائے۔ میں انہیں سمجھاتا تھا کہ دیکھو اس وقت سوال یہ ہے۔ کہ خطرہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ اور ٹرکوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ اب چاہو تو احمدی عورتوں اور بچوں کی جان بچا لو۔ اور چاہو تو اپنا سامان محفوظ کر لو۔ اکثر دوست میرے اس اشارہ کو سمجھ جاتے تھے۔ مگر بعض کوتاہ بین لوگ دل برداشتہ بھی نظر آتے تھے۔ لیکن میں مجبور تھا۔ کہ بہر حال مومنوں کی جانوں اور خصوصاً عورتوں کی جانوں کو (جن کی جانوں کے ساتھ ان کے ناموس کا سوال بھی وابستہ تھا) سامان پر مقدم کروں۔ آخر ہر ٹرک کی گنجائش اور بوجھ اٹھانے کی طاقت محدود ہوتی ہے۔ اگر ہم ایک ٹرک پر سامان زیادہ لاد دیں گے۔ تو لازماً سواریاں کم بیٹھ سکیں گی۔ اور اگر سامان کم ہوگا۔ تو لازماً سواریوں کے لئے زیادہ گنجائش نکل آئے گی۔ ہماری اس تدبیر کا نتیجہ عملی صورت میں بھی ظاہر ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی تمام دوسری جگہوں کی نسبت قادیان میں جانی نقصان نسبتی طور پر بہت کم ہوا ہے۔ اور اغوا کے کیس تو خدا کے فضل سے بہت ہی کم ہوئے ہیں۔ بلکہ جہاں تک میرا علم ہے۔ قادیان کے احمدی مہاجرین میں سے کوئی ایک عورت بھی اغوا شدہ نہیں ہے۔ جو ظاہری لحاظ سے (کیونکہ اصل حفاظت تو خدا کی ہے) اسی تدبیر کا نتیجہ تھا۔ کہ اکثر عورتوں کو خطرہ سے پہلے نکال لیا گیا۔ اور جو تعداد حملہ کے وقت قادیان میں موجود تھی۔ وہ اتنی محدود تھی۔ کہ خطرہ پیدا ہوتے ہی ہمارے آدمی انہیں فوراً سمیٹ کر محفوظ جگہوں میں لے آئے۔ ورنہ اگر زیادہ تعداد ہوتی۔ تو انہیں اتنے قلیل نوٹس پر سمیٹنا ناممکن ہوتا۔ اور ان کا اتنی محدود جگہ میں سمانا بھی ناممکن تھا۔

بہر حال جو کچھ کیا گیا۔ جماعت کی بہتری اور افرادِ جماعت کی بہتری کے خیال سے کیا گیا۔ مگر یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ کہ بڑے خطرے کے بخیریت گزر جانے پر وہ گزرے ہوئے خطرہ کو تو بھول جاتا ہے۔ اور نسبتاً چھوٹے نقصان کو جو اس نے اس عرصہ میں برداشت کیا ہو۔ زیادہ بڑھا چڑھا کر دیکھتا ہے۔ چونکہ اوپر کے بیان کردہ حالات کے ماتحت جانوں کو محفوظ کرتے کرتے کئی لوگوں کا مالی نقصان ہو گیا۔ کیونکہ ان کا سامان وقت پر باہر نہیں نکالا جا سکا۔ (اور خود ہمارے خاندان کا سامان چھ سات لاکھ روپے کا ضائع ہوا ہے۔ اور جائیداد کے نقصان کو شامل کر کے تو یہ نقصان قریباً ایک کروڑ کا بنتا ہے۔ مگر خدا جانتا ہے کہ جماعتی نقصان کے مقابلہ پر کبھی اپنے نقصان کی طرف خیال تک نہیں گیا) مگر بعض لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ اب جبکہ خدا کے فضل سے جانیں اور عزتیں محفوظ ہو چکی ہیں۔ تو ان لوگوں کو اپنا مالی نقصان گویا ایک دیو بن کر نظر آنے لگا ہے۔ اور اس کی وجہ سے بعض لوگوں کی طبیعت میں اعتراض بھی پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر جانوں پر سامان کو مقدم کیا جاتا۔ اور اگر جیسا کہ لازمی ہے اس کے نتیجہ میں جانوں کا زیادہ نقصان ہو جاتا (اور عورتوں کی جانوں کے نقصان کے ساتھ ان کے ناموس کا نقصان بھی لازم ملزوم تھا) تو پھر یہی لوگ یہ اعتراض کرتے۔ اور اس صورت میں یہ اعتراض یقیناً جائز ہوتا کہ دیکھو منتظمین نے سامان کی خاطر عورتوں کی جانوں اور ناموس کو برباد کرا دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ سچا مومن بڑے نقصان سے بچ کر چھوٹے نقصان کے باوجود شکر گزار ہوتا ہے۔ اور پھر وہ خدا کے اس وعدہ کو پاتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ مگر روحانی لحاظ سے بیمار لوگ یعنی وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔ وہ ہر حالت کو اعتراض اور ناشکری کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ بڑے نقصان سے بچ جائیں۔ تو کہتے ہیں کہ چھوٹا نقصان بھی کیوں ہوا؟ اور اگر چھوٹے نقصان سے بچ کر بڑے نقصان میں مبتلا ہو جائیں۔ تو کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کا علاج صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

بالآخر میں دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے یہ ایک بہت بھاری امتحان کا وقت ہے۔ اور ضروری تھا کہ یہ امتحان آتا۔ کیونکہ اس کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی پیشگوئیاں غلط جاتیں مثلاً یہ کہ (۱) داغ ہجرت یا مثلاً یہ کہ (۲) یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ یا مثلاً یہ کہ (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رویا میں یہ دیکھنا کہ آپ کے باغ پر ایک کریہ المنظر وحشی گروہ نے حملہ کیا ہے۔ یا مثلاً یہ کہ (۴) آپ کا الہام مصالح العرب۔ مسیر العرب جس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں۔ اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں یا مثلاً (۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون وغیرہ وغیرہ پس ہماری یہ تکالیف بھی دراصل احمدیت کی صداقت کی ایک بھاری نشانی ہیں۔ مگر بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس وقت تک تو خوشی خوشی سلسلہ کے ساتھ چلے۔ جب تک کہ جماعت گویا پھولوں کی سیج پر چل رہی تھی۔ مگر جونہی کہ اسے کچھ وقت کے لئے خاردار رستہ پر چلنا پڑا۔ تو وہ گھبرا کر اور بڑبڑاتے ہوئے ادھر ادھر سرک جانے کی راہ دیکھنے لگے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے خوشحالی میں بھی وفاداری دکھائی اور تنگی اور مصیبت کے وقت میں بھی وفادار رہے۔ اولٰئک الذین صدقوا ما عاھدوا اللہ واولٰئک ھم المفلحون۔ یہ وقت انشاء اللہ جلد گزر جائیگا۔ اور خدا اپنے وعدہ کے مطابق اس امتحان کے بعد پہلے سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ترقی کے دن لائیگا۔ بلکہ دراصل یہی اصل ترقی کے دن ہوں گے۔ جو امتحان کے بعد آئیں گے۔ مگر چند بے وفاؤں کی بے وفائی اور بہت سے وفاداروں کی وفاداری احمدیت کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

گرم بستر اور کپڑوں کی فوری ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین کے لئے گرم کپڑے اور بستر مہیا کرنے کی تحریک فرمائی ہے احباب کو فوراً اس تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیج سکتا ہے اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

جداگانہ قومیت کا مسئلہ اب جسم بیجان کی حیثیت رکھتا ہے

تبادلہ آبادی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں

(سہروردی)

کلکتہ ۱۰ نومبر۔ کل انڈین یونین کے مسلم لیڈروں کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر حسین شہید سہروردی سابق وزیر اعظم بنگال نے کہا کہ ہماری آئندہ پالیسی کا نقطۂ مرکزی اپنے ملک کی خدمت ہوگا۔

جداگانہ قومیت کے مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ موجودہ وقت نہ اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ اس مسئلہ کی تائید کی جائے اور نہ اس بات کا مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اس کی تردید میں کچھ کہا جائے۔ اس لئے کہ اب یہ مسئلہ جسم بیجان کی حیثیت رکھتا ہے۔

تبادلہ آبادی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اقلیتوں کو تبادلہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور اب اس کو قطعی طور پر روک دینے کیلئے فوری اقدام کی ضرورت ہے۔ آپ نے مسلمان لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ تمام اقلیتوں کو عموماً اور مسلمان اقلیتوں کو بالخصوص تلقین کریں۔ کہ وہ جہاں ہیں وہیں ٹھہرے رہیں۔

سہروردی صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم صاف اور واضح الفاظ میں دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم حکومت کے سچے اور وفادار شہری ہیں۔ اور آئندہ بھی رہیں گے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں۔ کہ حکومت ہمارے حقوق ہم کو دے گی۔ اور ہماری وفاداری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہماری تہذیب اور تمدن کو تباہ نہ کرے گی۔ اور ہمارے کسی ایسے قدم کو جو ہم وفاداری رہتے ہیں، اپنی بہتری اور مفاد کے لئے اٹھائیں گے۔ اس کو عنادی مقصود ذکرے گی۔

انڈین یونین ہٹلر۔ ٹوجو اور مسولینی کے نقش قدم پر چل رہی ہے

غضنفر علی کا انڈین یونین کو انتباہ

راولپنڈی ۱۰ نومبر۔ آج پاکستان حکومت کے وزیر خوراک راجہ غضنفر علی خان صاحب نے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کے عظیم مجمع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھی۔ بلکہ سردار پٹیل اور اُن کے ساتھیوں کی طرف سے یہ ایک سوچی سمجھی اور منظم سازش کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے پاکستان کو ضعف پہنچانے کی نیت سے مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل عام کے سلسلہ میں بچے ہوئے مسلمانوں کو نہایت خوف کی حالت میں پاکستان جانے پر مجبور کیا۔ اُن کا خیال تھا۔ پاکستان اس بوجھ کو سہار نہ سکے گا۔ اور ختم ہو جائے گا لیکن وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ ہماری مشکلات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ لیکن پاکستان کو نہیں مٹا سکتے

مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے راجہ صاحب نے کہا۔ کہ انڈین یونین ہٹلر مسولینی اور ٹوجو کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ لیکن اسے ان کے عبرتناک انجام کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ نیز فیصلہ کیا۔ کہ انڈین یونین ہماری مسلسل خاموشی سے یہ نہ سمجھے۔ کہ پاکستان اس چیلنج کو منظور کرنے سے گھبرا رہا ہے۔ ہم تباہ ہونا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انڈین یونین ہمیں زیر کرنے پر آمادہ رہی۔ تو جنگ چھڑ جانے کی صورت میں ہم سفید جھنڈا دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں گے اور اگر ہمیں لڑنا پڑا۔ تو ہم آخیر دم تک دو بدو مقابلہ کریں گے۔ اور مسلمان بدر اور کربلا کی روایات کو دوبارہ زندہ کر دکھائیں گے۔

سکھ چین سے نہ بیٹھیں گے

شملہ ۱۰ نومبر۔ مشہور رضینک لیڈر جتھیدار اُدھم سنگھ ناگوکے نے کل یہاں سکھوں کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک سکھ چین سے نہ بیٹھیں گے۔ جب تک کہ تقسیم شدہ ملک دوبارہ ایک نہیں ہو جاتا۔ اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ باقی ماندہ مسلمانوں کو پاکستان چلے جانے پر فوراً مجبور کیا جائے۔ اُدھم سنگھ نے کہا کشمیر پر حملہ ہمارے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ کہ ہم باقی مسلمانوں کو بھی یہاں نہ رہنے دیں۔

اشتہار زیر حکم ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی حسب

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر چوہدری عزیز احمد صاحب درجہ اول بھیرہ

۱۵/۱ ۱۹۴۷ء ۔ بابت ۔ دخل

مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ سید احمد ذات خواجہ وہیرہ سکنہ میانی تحصیل بھلوال ۔ ضلع سرگودھا

بنام مولوی فضل کریم وغیرہ مدعا علیہم

بنام ۔ (۱) مسماۃ شاہزادی بی بی زوجہ محمد صدیق ساہی سکنہ بھیرہ حال کلکتہ رفیع اینڈ کو۔ الف ۱۲ کالج سٹریٹ مارکیٹ کلکتہ

(۲) مسماۃ حمیدہ بی بی زوجہ قاضی بشیر احمد معرفت اٹلس ٹریڈ ایجنسی کیننگ سٹریٹ کلکتہ

(۳) گلزار احمد ولد مولوی فضل کریم ذات خواجہ سکنہ بھیرہ

(۴) ایوب ولد حاجی کرم الدین ذات خواجہ سکنہ میانی حال سکھر (سندھ) بوٹ مرچنٹ متصل مارکیٹ

(۵) محمد عمر ولد حاجی کرم الدین ذات خواجہ سکنہ میانی حال دہلی معرفت حاجی محمد سعید محمد شریف سوداگران بلڈی چاندنی چوک کوچہ نیچہ بند ان مقدمہ عنوان بالا میں مسمیان مسماۃ شاہزادی بی بی وغیرہ مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار بذا بنام مدعا علیہم مذکوران جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران تاریخ ۱۱/۱۲ کو مقام بھیرہ حاضر عدالت نہیں ہوں گے۔ تو ان کی غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ۳۱/۱۰/۴۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت ۔ دستخط حاکم

مسولی پٹم کی بندرگاہ ریاست حیدرآباد کو ملنی چاہیئے ۔ حکومت نظام کا مطالبہ

پاکستان میں میڈیکل کونسل اور انجمن ہلال احمر قائم کرنیکی ضرورت

راجہ غضنفر علی خان کی تقریر

لاہور ۱۰ نومبر۔ آج مسٹر غضنفر علی خان نے آل پاکستان صلیبیہ کانفرنس میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا۔ بیمار اور فاقہ زدہ مظلوم مسلمان لاکھوں کی تعداد میں پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمیں جس قدر جلد ہو سکے ان مسلمانوں کی صحت کو بحال کرنا ہے جس کے لئے ہمیں غیر معمولی کوشش سے کام لینا ہوگا۔

مسٹر غضنفر علی خان نے پاکستان میڈیکل کونسل۔ نرسنگ کا کام سکھلانے کے ادارے اور ریڈ کراس سوسائٹی کی طرح انجمن ہلال احمر کے قیام پر زور دیا۔ اور ان ممالک کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ہیضہ کی وبا کو روکنے کے لئے پاکستان گورنمنٹ کی مدد کی۔ آپ نے کشمیر کی موجودہ جنگ آزادی کے سلسلے میں یہ تحریک کی کہ ڈاکٹروں۔ میڈیکل طالب علموں اور نرسوں کو آزادی کشمیر کی خاطر دکھی لوگوں کی مدد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں پاکستان ہلال احمر کانفرنس ایک میڈیکل مشن بھی وہاں بھیج سکتی ہے۔

ہم مہاراجہ کی فوجوں کو چند ہفتوں میں ختم کر سکتے ہیں

کشمیر کی آزاد فوج کے ایک کپتان کا بیان

پلندری ۱۰ نومبر۔ حکومت آزاد کشمیر کا اعلان مظہر ہے کہ آزاد فوجوں نے پونچھ کے محاذ پر دشمن کے دو اہم اڈوں باغ اور راولاکوٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں ان کو بہت سا اسلحہ ہاتھ لگا ہے۔ البتہ بارہ مولا کے محاذ پر شدید جنگ ہو رہی ہے۔

نئی دہلی کا ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ ہندوستانی فوجیں بڑھتی ہوئی بارہ مولا سے آگے نکل گئی ہیں۔ پیچھے ہٹتے ہوئے آزاد فوجوں نے رامپور کے مقام پر ہندوستانی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور ایک پل کو توڑ دیا جس سے ہندوستانی فوجوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

امریکہ کی ایک خبر رساں ایجنسی کے ایک نمائندہ نے کشمیر کی آزاد حکومت کے لیڈر محمد ابراہیم خان سے پلندری میں ملاقات کی۔ نمائندے کا بیان ہے کہ ریاست کے تین ہزار سے زائد سپاہی قریب کی پہاڑیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ جو عنقریب ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ انڈین ہوائی جہاز آتے ہیں۔ اور بمباری کرتے ہیں۔ لیکن آزاد فوجی پہاڑوں میں چھپ جاتے ہیں۔ اور جانی نقصان سے محفوظ رہتے ہیں۔ ایک نوجوان کپتان نے نہایت جوش سے اخباری نمائندے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر ہندوستانی فوجیں نکل جائیں اور دونوں طرف سے کوئی باہر کی مداخلت نہ ہو تو ہم مہاراجہ کی فوجوں کو چند ہفتوں میں ختم کر سکتے ہیں۔

حیدرآباد کیلئے بندرگاہ کا حصول ازبس ضروری ہے

حیدرآباد دکن ۱۰ نومبر۔ نظام ریلوے کے چیف انجینئر محمود عالم نے حیدرآباد کے انجینئرنگ کے سنٹر میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ حیدرآباد کے لئے ایک بندرگاہ کا حصول ازبس ضروری ہے۔ مسٹر کہا کہ مسولی پٹم حیدرآباد کو ملنا چاہیئے۔

نیز آپ نے یہ تجویز پیش کی کہ حیدرآباد کے ایجنٹ جنرل مقیم لنڈن کی معرفت پرتگال اور انڈیا کی حکومتوں سے گفت و شنید کر کے "مارمگئو" کا مقام حاصل کیا جائے۔

ثالثی عدالت کا پہلا اجلاس

ثالثی عدالت کا پہلا اجلاس ہو نا ہیں اس اس ماہ کے آخیر میں منعقد کیا جانا تجویز ہوا ہے۔ اس عدالت کا کام یہ ہوگا۔ کہ وہ دونوں ڈومینینز میں ان اشیاء کی تقسیم کرے۔ جو باہمی سمجھوتہ سے تقسیم نہیں ہو سکے گی۔

ریاست جوناگڑھ کا نظم و نسق حکومت ہند نے سنبھال لیا

مداخلت کا مقصد محض قیام امن ہے

جوناگڑھ ۹ نومبر۔ آج ہندوستانی یونین کی ایک بٹالین جوناگڑھ میں داخل ہو گئی۔ اور ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ کارروائی جوناگڑھ کے نواب کا دیوان انتظامیہ کونسل اور ریاست کے دیگر حکام کی رضامندی اور منظوری سے کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ریاست کے دیوان سر شاہنواز بھٹو نے ایک بیان دیتے ہوئے بتایا کہ ریاست کا انتظام حکومت صرف اس وقت تک ہندوستان یونین کو سونپا گیا ہے جب تک کہ ریاست میں امن قائم نہیں ہو جاتا۔ اور ہندوستانی یونین سے ریاستی حکام کی گفت و شنید ختم نہیں ہو جاتی۔ ریاست میں ہندوستانی فوج کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ریاست ہندوستان میں شامل ہو گئی ہے۔ ریاست کے دیوان بہت جلد لاہور آ کر قائداعظم سے ملاقات کریں گے پھر آپ دہلی جا کر ہندوستانی زعماء سے گفتگو کریں گے تاکہ شمولیت پاکستان سے پیدا شدہ مسائل کے متعلق دونوں حکومتوں میں کوئی مناسب سمجھوتہ ہو سکے۔ حکومت ہند نے سرکاری طور پر اس اقدام کی اطلاع حکومت پاکستان کو کر دی ہے۔

مراکش کی آزادی کی حمایت

مسٹر ظفر اللہ کریں گے

لیک سکیس ۱۰ نومبر۔ اگلے چند روز کے اندر اندر پہلی مرتبہ مجلس اقوام متحدہ میں مراکش کی آزادی کا مسئلہ زیر بحث آنیوالا ہے۔ امید ہے اس کے ساتھ ساتھ ہسپانوی مراکش کی آزادی کا معاملہ زیر بحث آئے گا۔

معلوم ہوا ہے پاکستان ڈیلیگیشن کے قائد سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اقوام متحدہ کی پولیٹیکل کمیٹی میں سپین پر بحث کے دوران میں ہسپانوی مراکش کی آزادی کے سوال کو بھی اٹھائیں گے۔

جوناگڑھ کے نظم و نسق میں مداخلت

بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہے

کراچی ۱۰ نومبر۔ حکومت پاکستان نے جوناگڑھ پر ہندوستانی حکومت قبضہ کے خلاف شدید احتجاجی نوٹ حکومت ہند کو روانہ کیا ہے اس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ ریاست جوناگڑھ کی شمولیت پاکستان کے بعد ریاست کے دیوان یا نواب کو حکومت ہند سے کسی مستقل یا عارضی سمجھوتہ کرنے اور اس سلسلے میں گفت و شنید کا اختیار حاصل نہیں رہا تھا۔ ان حالات میں حکومت ہند نے اپنی فوجیں ریاست میں بھیجکر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اس وقت تک دونوں نوآبادیات کی کانفرنس بلانا بالکل بے معنی ہے جب تک کہ ہندوستان کی حکومت جوناگڑھ کے علاقہ سے اپنی فوجیں نہیں ہٹا لیتی۔ اور ریاست کا نظم و نسق نواب صاحب جوناگڑھ کو نہیں سونپ دیتی۔

دیوناگری رسم الخط کی مخالفت

لکھنو ۱۰ نومبر۔ یو۔ پی کی لیگ اسمبلی پارٹی نے ایک قرارداد میں ان مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کیا ہے جنہیں فرقہ وارانہ فسادات میں نقصان پہنچا ہے۔ نیز ہندی کو صوبائی حکومت کی سرکاری زبان بنانے اور دیوناگری رسم الخط کے سرکاری طور پر رائج کرنے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا ہے۔

مشرقی پنجاب کی اسمبلی میں مخالف پارٹی کا جشن

علم دوستی کا عجیب و غریب اظہار

شملہ مشرقی پنجاب کی مجلس آئین ساز کا بجٹ سیشن ساڑھے پانچ گھنٹے کے بعد ختم ہو گیا۔ اس عرصہ میں کل ستر سرکاری بل پاس ہوئے۔

سردار بچن سنگھ (کانگرس) نے یونیورسٹی بل کے متعلق تقریر کرتے ہوئے نئی بننے والی مشرقی پنجاب کی یونیورسٹی کو بوچڑ خانے سے تشبیہ دی۔ اور کہا وہاں سینکڑوں بھیڑیں (مراد طلباء) اس لئے بھیجی جائیں گی تاکہ پروفیسروں اور تعلیمی کتب تصنیف کرنے والوں کے لئے شراب و کباب کا انتظام ہو سکے۔ ایک اخباری نمائندے کا بیان ہے۔ کہ اسمبلی کی کارروائی کا عام معیار مضحکہ خیز طور پر پست تھا یہاں تک کہ کانگرسی ممبران کے ایک بااثر اخبار نے اجلاس کو مچھلی مارکیٹ کا خطاب دیا ہے۔ نیز اسمبلی کے لوچ دار الفاظ میں بھیڑ بکری کی آوازیں نکالی گئیں۔ اور ایک زبردست مخالف پارٹی کے کھڑے ہو جانے کا قوی امکان پیدا ہو گیا ہے۔

مہر چند کھنہ گرفتار کر لئے گئے

پشاور ۱۰ نومبر۔ صوبہ سرحد کے سابق کانگرسی وزارت کے وزیر مسٹر مہر چند کھنہ آرمز ایکٹ کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے ہیں۔